قرآن اور حدیث کی روشنی میں شفاعت کی حقیقت

روشن علی*

roshanali007@yahoo.com

اسلامی اعتقادات میں سے ایک اہم عقیدہ "شفاعت" ہے۔ قرآنی آیات کی روشنی میں شفاعت کی دو قسمیں ہیں۔ ان میں سے ایک اچھی اور دوسری بری سفاعت ہے۔ نیز شفاعت کی چند صورتیں ہو سکتی ہیں: ا۔ انسان مادی یا غیر مادی کمال پر فائز ہونے کا خواہاں ہو لیکن اس کے پاس کافی وسائل یا لیاقت و صلاحیت موجود نہ ہو لیکن وہ شفاعت کا سہارا لے کر اس مقام پر فائز ہو سکتا ہو۔ ۲۔ انسان اپنے آقا کے احکام کی نافرمانی کی وجہ سے کسی سزا اور عذاب کا مستحق ہو لیکن شفاعت کا سہارا لے کر سزا یا عذاب سے بچ جائے۔ ان دونوں صورتوں میں شفاعت اس وقت موثر ہو گی جب مذکورہ شخص شفاعت کی اہلیت رکھتا ہو۔

شفاعت پر کئی اعتراضات کیے گئے ہیں لیکن شفاعت کی حکمت یہ ہے کہ اس سے گناہ گار انسانوں کے دلوں میں امید کا جذبہ پیدا ہوتا ہے جو اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کا سبب بنتا ہے۔ اگرچہ بعض قرآنی آیات سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ شفاعت صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مخصوص ہے لیکن دیگر آیات سے واضح ہوتا ہے کہ کچھ ایسی ہستیاں بھی ہیں جنہیں اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ اللہ کے اذن سے شفاعت کر سکتی ہیں۔ البتہ ہر شخص کی شفاعت بھی نہیں ہو سکتی، بلکہ اس کے لیے قرآن کریم نے جو معیار مقرر کیا ہے وہ یہ ہے کہ جس کی شفاعت کی جا رہی ہے وہ خدا کا خوف رکھتا ہو اور گناہ کے ارتکاب کے باوجود دین پر قائم ہو۔

بعض آیات اور روایات کے مطابق توبہ، نیکیاں، ایمان، رسول اکرم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم، ملائکہ اور مومنین گناہگاروں کی شفاعت کریں گے۔ اسی طرح قیامت کے دن انبیاء کرام، علماء اور شہداء بھی گناہگاروں کی شفاعت کریں گے۔ اور قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ملائکہ بھی مؤمنین کی شفاعت کریں گے۔

اسلامی اعتقادات میں سے ایک اہم عقیدہ شفاعت ہے جس کے بارے میں قرآن و حدیث میں بے شمار شواہد ملتے ہیں، قرآن مجید شفاعت کے بارے میں فرماتا ہے: " مَّن یَشْفَعْ شَفَاعَةً حَسَنَةً یَكُن لَّهُ نَصِیبٌ مِّنْهَا وَمَن یَشْفَعْ شَفَاعَةً سَیِّئَةً یَكُن لَّهُ كِفْلٌ مِّنْهَا وَكَانَ اللّٰهُ عَلَىٰ كُلِّ شَیْءٍ مُّقِیتًا۔" (1)

> یعنی: " جو شخص اچھی بات کی حمایت اور سفارش کرتا ہے وہ اس میں سے حصہ پائے گا، اور جو بری بات کی حمایت اور سفارش کرتا ہے وہ بھی اس میں سے حصہ پائے گا اور اللہ ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے۔"

اس آیت کریمہ میں شفاعت کی دو قسمیں بیان کی گئی ہیں، ان میں سے ایک اچھی شفاعت اور دوسرے بری شفاعت ہے۔ ساتھ یہ بھی بیان کیا گیا ہے کہ اچھی شفاعت کرنے والے کو اجر و ثواب ملتا رہے گا اور بری سفارش کرنے والے کو اس برائی کی سزا ملتی رہے گی۔ شفاعت کا لفظ مادہ شفع سے نکلا ہوا ہے جس کے لغوی معنی ہیں: جفت، ضمیمہ، جوڑ، دہرا کرنا۔ اس کے مقابلے میں لفظ وتر آتا ہے جس کی معنی ہے طاق۔ اسی لیے شفاعت کے لفظی معنی یہ ہوئے کہ کسی کمزور طالب حق کے ساتھ اپنی قوت ملا کر اس کو قوی کر دیا جائے یا بے کس اکیلے شخص کے ساتھ خود مل کر اس کو جوڑا بنا دیا جائے۔ (2)

جب کوئی شخص کسی کی شفاعت کرتا ہے تو اپنی آبرو اور وقار کو اس کے ساتھ ضمیمہ کرتا ہے اس لیے سفارش کو شفاعت کہا جاتا ہے۔ (3) اس کی علت یہ ہے کہ کسی مجرم کے لیے کسی دوسرے شخص کی طرف سے حمایت، مجرم کی نجات کے لیے شفاعت کہلاتی ہے۔ اس کی صورت یہ ہے کہ شفاعت کرنے والے کا مقام و حیثیت اور اس کی قوت و تاثیر مجرم کی نجات کے عوامل شفاعت کے ساتھ مل کر آپس میں ضمیمہ بن جاتے ہیں، یہ دونوں امور ایک دوسرے کی مدد سے مجرم کی خلاصی اور چھٹکارے کا سبب بن جاتے ہیں۔

گناہ گاروں کے لیے اولیاء اللہ کی شفاعت کے معنی ظاہر میں یہ ہیں کہ اللہ تعالیٰ کے معزز بندے بارگاہ پروردگار میں اپنے قرب و حیثیت کی بنا پر اس قابل ہوتے ہیں کہ مجرم اور گناہ گار لوگوں کے لیے واسطہ بن سکیں اور بارگاہ الٰہی میں التماس کریں کہ ان کی خطا و گناہ سے درگزر فرمائے۔ تاہم ان کی شفاعت کرنا اور اس شفاعت کا قبول ہونا کچھ شرائط کے تحت ہوتا ہے، جن میں بعض شرائط تو مجرم سے متعلق ہوتی ہیں اور بعض شفاعت کرنے والے سے تعلق

---

* ۔ اسسٹنٹ پروفیسر، وفاقی نظامت تعلیمات (ماڈل کالجز ونگ) اسلام آباد

رکھتی ہیں، دوسرے لفظوں میں اس طرح کہنا چاہیے کہ شفاعت اولیاء اللہ کی اس مدد کو کہتے ہیں جو اللہ کے اذن سے صرف ان مجرمین کے لیے ہوتی ہے، جو گناہ گار ہوتے ہوئے بھی اپنے دامن ایمان کو اللہ تعالیٰ اور اپنے تعلق کو اللہ تعالیٰ کے اولیاء سے منقطع نہیں کرتے۔

شفاعت کی حقیقت

شفاعت کی کچھ صورتیں اس طرح ہو سکتی ہیں۔

1) انسان مادی یا غیر مادی کمال پر فائز ہونے کا خواہاں ہو لیکن اس کے پاس کافی وسائل یا لیاقت وصلاحیت موجود ہو۔ مثلاً اس نے اپنے آقا کے احکام کی کما حقہ تعمیل تو نہیں کی، جس کی وجہ سے وہ کمال حاصل کر سکتا، البتہ وہ شفاعت کا سہارا لے کر اس مقام پر فائز ہو سکتا ہے۔

2) آقا کے احکام کی نافرمانی کی صورت میں اگر کوئی شخص عذاب کا مستحق قرار پائے تو وہ کسی شخصیت کی سفارش یا شفاعت کا سہارا لے گا تاکہ اس سے یہ عذاب ٹل جائے۔ان دونوں صورتوں میں شفاعت اس وقت موثر ہوگی جب مذکورہ شخص شفاعت کی اہلیت رکھتا ہو کیونکہ شفاعت ہر جگہ موثر نہیں ہوا کرتی ہے۔

تفسیر المیزان میں علامہ محمد حسین طباطبائی اس طرح لکھتے ہیں: "انما الشفاعة متممة للسبب لا مستقلة فی التاثیر۔" (4) یعنی: " شفاعت مستقل سبب نہیں ہے بلکہ سبب کے لیے تکمیل ہوتی ہے۔" بنابرایں کسی اہم علمی عہدے کے لیے ایک جاہل ان پڑھ کی سفارش کسی طرح بھی معقول نہیں، ایک سرکش کافر کے بارے میں مولا کے سامنے شفاعت اور سفارش کے لیے کوئی قدم نہیں اٹھایا جا سکتا ہے۔

شفاعت پر اعتراض اور اس کا جواب

عقیدہ شفاعت گناہ کے ارتکاب کا سبب بنتا ہے اور احساس ذمہ داری کو ختم کرتا ہے۔اس اعتراض کے دو جواب دیئے جا سکتے ہیں:

1. یہ اعتراض اللہ تعالیٰ کی مغفرت، بخشش اور رحیمیت پر کیا جا سکتا ہے کہ ایک بندہ گناہ کرتا ہے لیکن جب وہ پشیمان ہوتا ہے تو اللہ تعالیٰ اسے معاف کر دیتا ہے۔ اس کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے: "إِنَّ اللّٰہَ لَا يَغْفِرُ أَن يُشْرَكَ بِهِ وَيَغْفِرُ مَا دُونَ ذٰلِكَ لِمَن يَشَاءُ۔" (5) یعنی: " اللہ صرف شرک کو معاف نہیں کرتا، اس کے علاوہ جس کو وہ چاہے معاف کر دیتا ہے۔" اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا واضح اعلان ہے کہ تمام گناہ گاروں کی بخشش ہو سکتی ہے سوائے شرک کے، کیونکہ کہ یہ سب سے بڑا گناہ ہے۔اس کے علاوہ جتنے بھی گناہ تمام معاف کئے جا سکتے ہیں، لہٰذا شفاعت پر یہ اعتراض ناقابل قبول ہے۔

3) عقیدہ شفاعت صرف اس صورت میں گناہ اور لاپرواہی کا سبب بن سکتا ہے، جب گناہ اور گناہ گار کے بارے میں کوئی شرط نہ ہو۔ مثلاً اگر کہا جائے کہ فلاں شخص یا قوم کی سفارش اور شفاعت بلا شرط اور قید وبند ہوگی۔ یا فلاں گناہ کے بارے میں بلا شرط شفاعت اور سفارش ہوگی تو اس صورت میں وہ قوم ارتکاب گناہ کی جسارت کرے گی لیکن اگر گناہ اور گناہ گار کا تعین بھی نہ ہو اور شفاعت کا مستحق بننے کی شرائط بھی مقرر ہوں تو انسان کو یہ علم نہیں ہوگا کہ وہ شفاعت کا مستحق بنے گا یا نہیں یا شفاعت کی شرائط اس میں پائی جاتی ہیں یا نہیں۔اس کا مثبت نتیجہ یہ ہے کہ انسان ناامیدی میں مبتلا نہیں ہوتا جو کہ ایک قسم کا کفر ہے، بلکہ انسان خوف اور امید کے درمیان محتاط رہتا ہے اور ناامیدی کا شکار نہ ہونے کی وجہ سے اس کا ضمیر بیدار اور متحرک رہتا ہے۔

شفاعت امید کا پہلو رکھتی ہے

شفاعت کا عقیدہ گناہ گار انسان کے دلوں میں امید کا جذبہ پیدا کرتا ہے اور کم از کم زندگی میں زیادہ سے زیادہ اللہ تعالیٰ کی جانب رجوع کرنے کا سبب بنتا ہے۔ اللہ تعالیٰ اور اس کے اولیاء کی شفاعت کا عقیدہ اس بات کا باعث قرار پاتا ہے کہ ایک جماعت اس امید پر کہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے معافی اور بخشش کے امکانات جو دیکھ سکتے ہیں، اپنے گناہ وعصیان اور سرکشی سے دستبردار ہو کر اللہ تعالیٰ کی طرف لوٹ آئے گی۔ قرآن کریم میں اس کے متعلق ارشاد ہے:

"قُلْ یَا عِبَادِیَ الَّذِینَ أَسْرَفُوا عَلَی أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللهِ إِنَّ اللهَ یَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِیعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِیمُO وَأَنِیبُوا إِلَی رَبِّکُمْ وَأَسْلِمُوا لَهُ مِن قَبْلِ أَن یَأْتِیَکُمُ الْعَذَابُ ثُمَّ لَا تُنصَرُونَ۔" (6)

یعنی: " (اے پیغمبر!) کہہ دو میرے ان بندوں کو جنہوں نے اپنے اوپر ظلم واسراف کیا ہے کہ وہ اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہوں بے شک اللہ سب کے گناہ معاف کرتا ہے وہی بخشنے والا اور رحم کرنے والا ہے۔ اور اپنے رب کی طرف واپس لوٹ آؤ اور اس کے فرمانبردار بن جاؤ اس سے قبل کے تمہارے اوپر عذاب آئے جائے پھر تمہاری مدد نہیں کی جائے گی۔"

ان آیات کریمہ میں واضح طور پر مجرموں اور گناہ گاروں کو ناامیدی سے روکا گیا ہے اور انہیں بخشش اور رحمت کی امید دلائی گئی ہے۔ مجرموں کو دوبارہ اللہ تعالیٰ کی فرمانبرداری اور اطاعت کی طرف لوٹ کرآنے کی دعوت بھی دی گئی ہے۔ اگر یہ امید نہ ہوتی تو ایک گناہ گار اور مجرم انسان کبھی بھی دوبارہ راہ راست پر نہ آسکتا تھا۔ لہٰذا شفاعت ایک ایسا عقیدہ ہے جو انسان کو اللہ تعالیٰ کی بخشش، رحمت اور کرامت یاد دلاتا ہے۔

اللہ کی شفاعت

بعض قرآنی آیات سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ شفاعت صرف اللہ تعالیٰ ہی سے مخصوص ہے اور شفاعت کرنا بنیادی طور پر اسی کا کام ہے۔ ہم یہاں پر قرآن کریم میں صرف دو آیات پر اکتفا کرتے ہیں: " قُل لِّلَّهِ الشَّفَاعَةُ جَمِیعًا۔" (7) "کہہ دیجئے کہ ساری شفاعت اللہ کے اختیار میں ہے۔" اسی طرح ایک اور مقام پر بھی ارشاد ہے:

" مَا لَکُم مِّن دُونِهِ مِن وَلِیٍّ وَلَا شَفِیعٍ أَفَلَا تَتَذَکَّرُونَ۔" (8)

یعنی: " اس کے سوا تمہارا کوئی کارساز ہے نہ شفاعت کرنے والا پھر تم نصیحت حاصل کیوں نہیں کرتے۔"

ان دو آیات کریمہ سے یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کوئی اور سفارش نہیں کر سکتا کیونکہ وہی تمام کائنات کا مالک وخالق ہے، وہی مختار کل ہے لہٰذا شفاعت کرنا بھی اسی کو ہی سزاوار ہے اور یہ حق شفاعت اللہ تعالیٰ کی ذاتی اور استقلالی حیثیت ہے کسی کی طرف سے عطا نہیں ہوئی ہے۔

غیر اللہ کی شفاعت

کچھ ایسی آیات قرآن مجید میں موجود ہیں جن سے یہ واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کچھ اور بھی ایسی ہستیاں ہیں جو شفاعت کر سکتی ہیں، لیکن ان کی شفاعت کرنا ذاتی اور استقلالی نہیں ہے، بلکہ ان ہستیوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف سے یہ اعزاز حاصل ہے کہ وہ سفارش کر سکتی ہیں۔ ان کی وضاحت میں درج ذیل آیات پیش کی جارہی ہیں۔

۱۔ اللہ سے عہد لیا ہو

وہ ہستیاں جنہوں نے شفاعت کرنے کا اللہ تعالیٰ سے عہد لیا ہو تو وہ اسی کی بارگاہ میں سفارش اور شفاعت کر سکتی ہیں۔ اس کے بارے میں قرآن کریم میں ارشاد ہے: "لَا یَمْلِکُونَ الشَّفَاعَةَ إِلَّا مَنِ اتَّخَذَ عِندَ الرَّحْمَٰنِ عَهْدًا۔" (9) یعنی: " کسی کو شفاعت کا اختیار نہ ہو گا سوائے اس کے جس نے رحمان سے عہد لیا ہو۔" یعنی جس ہستی نے اللہ تعالیٰ سے عہد لیا ہے کہ وہ سفارش اور شفاعت کر سکے گا۔

۲۔ اللہ کی طرف سے اجازت ملی ہو

ایسے افراد جن کو اللہ تعالیٰ نے سفارش کرنے کی اجازت دی ہو تو وہ بھی سفارش کر سکتے ہیں۔ اس کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے: " یَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِیَ لَهُ قَوْلًا۔" (10) یعنی: " اس دن کسی کی شفاعت فائدہ نہ دے گی سوائے اس کے جسے رحمان نے اجازت دے اور اس کی بات کو پسند کرے۔"

اس آیت کریمہ میں واضح طور پر ارشاد ہے کہ وہ ہستیاں بھی سفارش کر سکتی ہیں، جن سے اللہ تعالی راضی ہوا ہے اور انہیں سفارش کی اجازت دی ہو۔ پس جس کو بھی اللہ تعالیٰ کی طرف سے شفاعت کرنے کی اجازت ہو، وہ اس کا اہل ہے کہ کسی کی شفاعت کر سکتا ہے۔ اس کے متعلق اور بہت سی آیات ہیں، جن سے واضح ہوتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے علاوہ کچھ اور بھی ہستیاں ہیں جو اللہ تعالی کی اجازت سے سفارش کر سکتی ہیں۔ ایک اور مقام پر ارشاد ہوتا ہے: " وَلَا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ عِندَهُۥٓ إِلَّا لِمَنْ أَذِنَ لَهُۥ۔"(11) یعنی: " اسی کی بارگاہ میں کسی کی شفاعت فائدہ نہیں دے گی سوائے اس کے جس کو اللہ نے اجازت دی ہو۔" مزید ارشاد باری تعالی ہے: " مَا مِن شَفِيعٍ إِلَّا مِنۢ بَعْدِ إِذْنِهِۦ۔" (12) یعنی:- " کوئی بھی شفاعت کرنے والا نہ ہو گا سوائے اس کے جس کو اللہ نے اجازت دی ہو۔"

شفاعت کی اہلیت

ہر شخص کی سفارش اور شفاعت نہیں ہو سکتی، اس کے لیے قرآن کریم نے ایک معیار مقرر کیا ہے، جس کے بغیر کوئی بھی شفاعت سے مستفید نہیں ہو سکتا۔ اس کی وضاحت کچھ یوں ہے۔

۱۔ خوف خدا رکھنے والے

شفاعت کے قابل وہ لوگ ہیں، جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو اور اس کے ساتھ وہ خوف خدا بھی رکھنے والے ہوں۔ اس کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے: " يَعْلَمُ مَا بَيْنَ أَيْدِيهِمْ وَمَا خَلْفَهُمْ وَلَا يَشْفَعُونَ إِلَّا لِمَنِ ارْتَضَىٰ وَهُم مِّنْ خَشْيَتِهِۦ مُشْفِقُونَ۔"(13) یعنی: " وہ اللہ ان باتوں کو جانتا ہے جو ان کے روبرو اور جو ان کے پس پردہ ہیں اور وہ فقط ان لوگوں کی شفاعت کر سکتے ہیں جن سے اللہ راضی ہے اور وہ اللہ کی ہیبت کی وجہ سے ہراساں رہتے ہیں۔"

۲۔ جن سے اللہ تعالیٰ راضی ہو۔

ان لوگوں کی شفاعت ہو گی جن کو اللہ نے پسند کیا ہے۔ اسی طرح ایک اور مقام پر قرآن کریم میں ارشاد رب العزت ہے: " يَوْمَئِذٍ لَّا تَنفَعُ الشَّفَاعَةُ إِلَّا مَنْ أَذِنَ لَهُ الرَّحْمَٰنُ وَرَضِيَ لَهُۥ قَوْلًا۔"(14) یعنی: " اس دن کسی کی شفاعت فائدہ نہ دے گی سوائے اس کے جسے رحمان نے اجازت دے اور اس کی بات کو پسند کرے۔ اسی طرح امام جعفر صادق علیہ السلام ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں:

" واعملوا انه لیس یغنی عنکم من اللہ احد من خلقه شیئا لا ملك مقرب ولا نبی مرسل ولا من دون ذالك فمن سره ان تنفعه شفاعة الشافعین عند اللہ فلیطلب الی اللہ ان یرضی عنه۔" (15)

یعنی: " یاد رکھو! اللہ کی مخلوق میں سے کوئی ایسا نہیں جو اللہ سے بے نیاز ہو جائے، خواہ وہ مقرب فرشتہ ہو یا نبی مرسل ہو، یا کوئی اس سے کمتر، اگر کوئی شخص شفاعت کرنے والوں کی شفاعت سے فائدہ حاصل کرنا چاہے، تو اسے چاہیے کہ وہ اللہ کی خوشنودی طلب کرے۔"

اس سے واضح ہوتا ہے کہ شفاعت ایسے لوگوں کی ہو گی جو گناہ کرنے کے باوجود کچھ ایسے کام بھی سرانجام دیتے ہیں جس کی وجہ سے اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو جاتا ہے اور ان کی بات کو پسند فرماتا ہے۔

۳۔ گناہان کبیرہ کے مرتکب ہونے کے باوجود دین پر قائم ہوں

اللہ تعالیٰ کے دین پر قائم لوگ اپنے گناہان کبیرہ کے ساتھ وارد حشر ہوئے ہوں۔ جس کے بارے میں حدیث پیغمبر (ص) ہے: "انما شفاعتی لاهل الکبائر من امتی۔"(16) یعنی: " بے شک میری شفاعت میری امت میں سے ان لوگوں کے لیے ہو گی جو گناہان کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہوں۔" آپؐ کی اس حدیث مبارکہ سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ قیامت کے دن شفاعت ان لوگوں کی ہو گی جو گناہان کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہوں کیونکہ گناہان صغیرہ تو اس دنیا میں ہی معاف ہو جاتے ہیں۔ جب کوئی انسان اپنے آپ کو اس دنیا میں گناہان کبیرہ سے بچاتا ہے، تو اس کے گناہان صغیرہ معاف ہو جاتے

ہیں۔اس کے متعلق قرآن کریم میں اس طرح بیان ہے: ''إِن تَجْتَنِبُواْ كَبَآئِرَ مَا تُنْهَوْنَ عَنْهُ نُكَفِّرْ عَنكُمْ سَيِّئَاتِكُمْ۔''(17) یعنی: ''اگر تم ان بڑے بڑے گناہوں سے اجتناب کرو جن سے تمہیں منع کیا گیا ہے، تو ہم تمہارے (چھوٹے چھوٹے) گناہ معاف کر دیں گے۔''

اس آیت کریمہ میں یہ بات واضح ہو رہی ہے کہ شفاعت ان لوگوں کی ہو گی، جو اس دنیا میں اپنے بڑے بڑے گناہ معاف نہ کروا سکے ہوں، نہ انہوں نے توبہ کی ہو، کیونکہ جن لوگوں نے توبہ کی ہے، ان کے گناہ تو ویسے ہی بغیر کسی کی سفارش کے معاف ہو چکے ہیں۔ یہ بھی نہیں ہے کہ ہر گناہ کبیرہ کے مرتکب کی سفارش اور شفاعت ہو گی کیونکہ کافر، مشرک اور منافق ابدی جہنم میں جائیں گے، ان کی کوئی شفاعت نہ ہو گی۔ لہٰذا شفاعت ایسے گناہ گاروں کی ہو گی جو گناہ کرنے کے باوجود اپنے دین پر قائم ہوں۔

دنیا میں شفاعت کرنے والی اشیاء اور افراد

ا۔توبہ

جو چیزیں شفاعت کریں گی ان میں سے ایک توبہ ہے، جب کوئی انسان نادانی اور جہالت کی بنا پر یا جانتے ہوئے اللہ تعالیٰ کی نافرمانی کرلے، کوئی گناہ اس سے سرزد ہو جائے اور بعد میں اس گناہ پر نادم اور شرمندہ ہو، خلوص کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی طرف رجوع کرے، تو اس شخص کے تمام گناہان معاف کر دیے جائیں گے۔اس کے متعلق قرآن کریم کا فرمان ہے: ''قُلْ يَا عِبَادِيَ الَّذِينَ أَسْرَفُوا عَلَى أَنفُسِهِمْ لَا تَقْنَطُوا مِن رَّحْمَةِ اللَّهِ إِنَّ اللَّهَ يَغْفِرُ الذُّنُوبَ جَمِيعًا إِنَّهُ هُوَ الْغَفُورُ الرَّحِيمُ۔''(18)

یعنی: ''کہہ دیجئے: اے میرے بندو! جنہوں نے اپنی جانوں پر اسراف کیا، اللہ کی رحمت سے مایوس نہ ہونا، یقینا اللہ تمام گناہوں کو معاف فرماتا ہے، وہ یقینا بڑا معاف کرنے والا مہربان ہے۔''

اس آیت کریمہ میں انسان کو متنبہ کیا جا رہا ہے کہ اگر اس سے کوئی گناہ سرزد ہو گیا ہے، تو وہ اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہو کیونکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت تمام اشیاء سے وسیع تر ہے۔ اسی کی طرف امام المتقین امیر المؤمنین علی علیہ السلام نے دعائے کمیل کی شروعات میں فرمایا ہے کہ ''اللهم انی اسئلك برحمتك التی وسعت کل شیٔ'' یعنی اے میرے اللہ! میں تجھ سے تیری اس رحمت کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں جو تمام چیزوں سے وسیع تر ہے۔ لہٰذا انسان کو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی رحمت اور بخشش کی امید رکھنی چاہیے اور مایوس نہیں ہونا چاہیے، کیونکہ انسان جب گناہ کرنے کے بعد شرمندہ ہو کر اللہ کی بارگاہ میں رجوع کرتا ہے اور گناہ سے توبہ کرتا ہے تو یہ توبہ اس کی شفاعت کرتی ہے۔ اسی طرح ایک اور آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

'' وَإِذَا جَاءَكَ الَّذِينَ يُؤْمِنُونَ بِآيَاتِنَا فَقُلْ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ كَتَبَ رَبُّكُمْ عَلَى نَفْسِهِ الرَّحْمَةَ أَنَّهُ مَنْ عَمِلَ مِنكُمْ سُوءًا بِجَهَالَةٍ ثُمَّ تَابَ مِن بَعْدِهِ وَأَصْلَحَ فَأَنَّهُ غَفُورٌ رَّحِيمٌ۔''(19)

یعنی: ''اور جب آپ کے پاس ہماری آیات پر ایمان لانے والے لوگ آجائیں، تو ان سے کہیے: سلام علیکم، تمہارے رب نے رحمت کو اپنے اوپر لازم قرار دیا ہے کہ تم میں سے جو نادانی سے کوئی گناہ کر بیٹھے، پھر اس کے بعد توبہ کرلے اور اصلاح کرلے تو وہ بڑا بخشنے والا ہے۔''

۲۔نیکی

گناہ گار انسان کی شفاعت کرنے والوں میں سے ایک چیز نیکی بھی ہے، کیونکہ جب انسان نیکی کرتا ہے، تو اس کے بدلے میں اس کے گناہ معاف کیے جاتے ہیں۔ چنانچہ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: ''إِنَّ الْحَسَنَاتِ يُذْهِبْنَ السَّيِّئَاتِ۔''(20) یعنی: ''نیکیاں بے شک گناہوں کو دور کر دیتی ہیں۔'' جب گناہ گار انسان گناہ کو ترک کر کے نیک کام کرتا ہے تو یہ نیک کام اس کے پچھلے گناہوں کی بخشش اور معافی کا سبب بنتے ہیں۔

۳۔ایمان

اسی طرح ایمان بھی ان اشیاء میں سے ہے، جو ایک مجرم انسان کے جرم کو معاف کراتا ہے۔ ایمان لانے سے پہلے جتنے بھی گناہ کیے ہوں، کتنا ہی بڑا مجرم کیوں نہ ہو لیکن جب وہ ایمان لاتا ہے۔ تو اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔اس کے متعلق قرآن کریم میں ارشاد ہے: '' وَعَدَ اللّٰهُ الَّذِيْنَ

آمَنُواْ وَعَمِلُواْ الصَّالِحَاتِ لَهُم مَّغْفِرَةٌ وَأَجْرٌ عَظِيمٌ۔" (21) یعنی: "اللہ نے ایمان والوں اور نیک عمل بجالانے والوں سے، ان کے لیے مغفرت اور اجر عظیم کا وعدہ کیا ہے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ ایمان لانے اور عمل صالح انجام دینے والوں سے بخشش کا وعدہ کر رہا ہے کہ ان ایمان لانے والوں اور عمل صالح بجالانے والوں کی بخشش یقینی ہے اور یہ اللہ تعالیٰ کا وعدہ ہے اور اللہ تعالیٰ کبھی بھی اپنے وعدہ کی مخالفت نہیں کرتا۔

۴۔رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول کریم صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ذات گرامی اس دنیا میں بھی شفیع ہے تو آخرت میں بھی، قرآن کریم میں ارشاد ہے:

"وَلَوْ أَنَّهُمْ إِذ ظَّلَمُواْ أَنفُسَهُمْ جَآؤُوكَ فَاسْتَغْفَرُواْ اللّهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُولُ لَوَجَدُواْ اللّهَ تَوَّابًا رَّحِيمًا۔" (22)

یعنی: "جب یہ لوگ اپنے آپ پر ظلم کر بیٹھے تھے، تو اگر آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر اللہ سے معافی مانگتے اور رسول بھی ان کے لیے مغفرت کی دعا کرتے تو وہ اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا پاتے۔"

اس آیت کریمہ میں اللہ تعالیٰ گناہ گاروں کی شفاعت اور بخشش کے لئے راستہ بتا رہا ہے کہ اگر کسی سے کوئی گناسر زد ہو چکا ہے، تو وہ حبیب خدا حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے پاس آکر اپنے گناہوں کی بخشش کی دعا کروائیں تو اللہ تعالیٰ ان کے گناہ معاف فرما دیتا ہے۔

۵۔ملائکہ

ملائکہ اللہ تعالیٰ کی نوری مخلوق ہے، جو ہمیشہ اللہ تعالیٰ کی اطاعت و بندگی میں مصروف رہتی ہے۔ان میں سے بہت سے ملائکہ ایسے ہیں، جو مسلسل مؤمنین کے لیے اللہ تعالیٰ سے بخشش کی دعا مانگتے رہتے ہیں۔ قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "الَّذِينَ يَحْمِلُونَ الْعَرْشَ وَمَنْ حَوْلَهُ يُسَبِّحُونَ بِحَمْدِ رَبِّهِمْ وَيُؤْمِنُونَ بِهِ وَيَسْتَغْفِرُونَ لِلَّذِينَ آمَنُوا۔" (23) یعنی: "جو فرشتے عرش کو اٹھائے ہوئے ہیں اور جو اس کے ارد گرد ہیں، سب اپنے رب کی ثنا کے ساتھ تسبیح کر رہے ہیں اور اس پر ایمان لائے ہیں اور ایمان والوں کے لیے مغفرت طلب کرتے ہیں۔"

۶۔مومنین

ایک مؤمن کی دوسرے مؤمن کے لیے دعا کرنا بھی سفارش اور شفاعت کی حیثیت رکھتی ہے۔اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے: "وَالَّذِينَ جَاؤُوا مِن بَعْدِهِمْ يَقُولُونَ رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِإِخْوَانِنَا الَّذِينَ سَبَقُونَا بِالْإِيمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِي قُلُوبِنَا غِلًّا لِّلَّذِينَ آمَنُوا رَبَّنَا إِنَّكَ رَؤُوفٌ رَّحِيمٌ۔" (24) یعنی: "اور وہ لوگ (بھی) جو اُن (مہاجرین وانصار) کے بعد آئے (اور) عرض کرتے ہیں: اے ہمارے رب! ہمیں بخش دے اور ہمارے ان بھائیوں کو بھی، جو ایمان لانے میں ہم سے آگے بڑھ گئے اور ہمارے دلوں میں ایمان والوں کے لئے کوئی کینہ اور بغض باقی نہ رکھ۔اے ہمارے رب! بیشک تو بہت شفقت فرمانے والا بہت رحم فرمانے والا ہے۔"

یہ تمام اس دنیا میں شفاعت کریں گے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں ان کی شفاعت اور سفارش قبول ہوتی ہے۔اسی وجہ سے اللہ تعالیٰ گناہ گاروں پر عذاب نازل نہیں کرتا۔ان کی سفارش کرنے کی وجہ سے گناہ گار کے گناہ کو بخش دیتا ہے۔

آخرت میں شفیع

وہ ہستیاں جن کو آخرت میں شفاعت کرنے کی اجازت ہو گی۔

۱۔رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ائمہ طاہرین علیہم السلام

نبی کریم (ص) کے قیامت کے دن شفیع ہونے پر بہت سی قرآنی آیات گواہی دیتی ہیں، ہم ان میں سے صرف ایک آیت کریمہ پر اکتفا کریں گے: "عَسَى أَن يَبْعَثَكَ رَبُّكَ مَقَامًا مَّحْمُودًا۔" (25) "عنقریب آپ کا پروردگار آپ کو مقام محمود پر عطا فرمائے گا۔" اس آیت کریمہ میں مقام محمود بیان کیا گیا ہے جس

سے مراد آپ (ص) کی شفاعت ہے۔ شیخ طبرسی نے یہاں پر آپؐ کا مقام شفاعت ہی بیان کیا ہے۔ امام زین العابدین علیہ السلام کی ایک روایت میں آپؐ کی شفاعت، ائمہ طاہرین علیہم السلام کی شفاعت اور انبیاء کرام علیہم السلام کی شفاعت کو یوں بیان کیا ہے:

"لا یشفع احد من الانبیاء اللہ و رسلہ یوم القیامۃ حتی یاذن اللہ لہ الا رسول اللہ، فان اللہ قد اذن لہ فی الشفاعۃ من قبل یوم القیامۃ، و الشفاعۃ لہ و للائمۃ من ولدہ ثم بعد ذالک للانبیاء۔" (26)

یعنی: "انبیاء و مرسلین میں سے کوئی بھی قیامت کے دن اذن خدا سے پہلے شفاعت نہیں کر سکتا سوائے رسول خدا (ص) کے کیونکہ اللہ تعالی نے آپؐ کو قیامت سے پہلے اجازت دے دی ہے۔ شفاعت کا حق آپؐ کو پھر آپؐ کی اولاد میں سے ائمہ طاہرین کو، اس کے بعد انبیاء کو حاصل ہے۔"

اسی طرح امام جعفر صادق علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے:

"شفاعتنا لاھل الکبائر من شیعتنا، و اما التائبون فان العزو جل یقول: ما علی المحسنین من سبیل۔" (27)

یعنی: "ہماری شفاعت ہمارے پیروکاروں میں سے ان لوگوں کے لیے ہے، جو گناہان کبیرہ کے مرتکب ہوئے ہوں کیونکہ جن لوگوں نے توبہ کی ہے ان کے لیے اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ نیکوکاروں پر کوئی سبیل نہیں ہے۔"

اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ ائمہ معصومین علیہم السلام سفارش کے لیے تیار بیٹھے ہوئے ہیں اور ہم اپنی طرف سے کوئی نیکی نہ کریں اور بڑے بڑے گناہ کرتے رہیں، ایسا نہیں ہے کیونکہ ہم نے شروع میں اس کی شرائط بیان کر دی ہیں کہ ایسے افراد جو گناہان کبیرہ انجام دینے کے باوجود دین پر قائم ہیں اور اللہ تعالیٰ کی رحمت سے مایوس نہ ہوئے ہوں۔ ایسے افراد کی شفاعت کی جائے گی۔

۲۔انبیاء کرام علیہم السلام، علماء کرام اور شہداء عظام

قیامت کے دن انبیاء کرام علیہم السلام اور علماء اور شہدائے عظام گناہ گار لوگوں کی شفاعت اور سفارش کریں گے۔ اس کے متعلق امام علی علیہ السلام سے ایک حدیث مروی ہے:

"قال رسول اللہ صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلم: ثلاثۃ یشفعون الی اللہ عزو جل فیشفعون: الانبیاء، ثم العلماء، ثم الشھداء۔" (28)

یعنی: "رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ تین قسم کے افراد اللہ سے سفارش کرتے ہیں اور ان کی سفارش قبول ہو جاتی ہے وہ ہیں انبیاء، پھر علماء اور پھر شہداء ہیں۔"

۳ملائکہ

ملائکہ قیامت کے دن اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں مؤمنین کی سفارش و شفاعت کریں گے۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

"رَبَّنَا وَأَدْخِلْهُمْ جَنَّاتِ عَدْنٍ الَّتِي وَعَدتَّهُم وَمَن صَلَحَ مِنْ آبَائِهِمْ وَأَزْوَاجِهِمْ وَذُرِّيَّاتِهِمْ إِنَّكَ أَنتَ الْعَزِيزُ الْحَكِيمُ۔" (29)

یعنی: "ہمارے پروردگار! انہیں ہمیشہ رہنے والی جنتوں میں داخل فرما جن کا تو نے ان سے وعدہ کیا ہے اور ان کے باپ دادا، ان کی ازواج اور ان کی اولاد میں سے جو نیک ہوں انہیں بھی، تو یقینا بڑا غالب آنے والا، حکمت والا ہے۔"

حوالہ جات

1۔القرآن کریم، سورۃ النساء، آیت نمبر: ۸۵

2۔ مفتی محمد شفیع، معارف القرآن، ج ۲، ص ۴۹۷

3۔ شیخ محسن علی نجفی، الکوثر فی تفسیر القرآن، ج ۱، ص ۳۲۲

4۔علامہ محمد حسین طباطبائی، تفسیر المیزان، ج۱، ص۱۵۸، ناشر: موسسہ النشر الاسلامی التابعۃ التابعۃ لجاعۃ المدرسین، قم ایران

5۔النساء، آیت: ۴۸

6۔الزمر، آیت: ۵۳۔۵۴

7۔الزمر: ۴۴

8۔السجدہ: ۴

9۔المریم: ۸۷

10۔الطہ، آیت: ۱۰۹

11۔السبا، آیت: ۲۳

12۔الیونس، آیت: ۳

13۔الانبیاء، آیت نمبر ۲۸

14۔الطہ: آیت ۱۰۹

15۔الکلینی محمد یعقوب (متوفی: ۲۲۹): الکافی، ج۸، ص۱۱، طبع الثانی سن ۱۳۸۹ھ، دار الکتب الاسلامیہ آخوندی، ایران۔

16۔الشیخ الصدوق (متوفی: ۳۸۱): من لایحضر الفقیہ، ج۳، ص ۵۷۴، طبع ثانی: ۱۴۰۴ھ جامعۃ المدرسین۔

17۔النساء: آیت نمبر ۳۱

18۔سورۃ الزمر: آیت ۵۳

19۔الانعام: آیت ۵۴

20۔الہود: آیت ۱۱۴

21۔المائدہ: آیت ۹

22۔النساء: آیت ۶۴

23۔المؤمن: آیت ۷

24۔الحشر: آیت ۱۰

25۔سورۃ بنی اسرائیل: آیت نمبر ۷۹

26۔علامہ محمد باقر مجلسی، بحار الانوار، ج۸، ص۳۸، طبع ثانی: ۱۴۰۳ھ موسسہ الوفاء، بیروت لبنان۔

27۔ من لایحضر الفقیہ، ج۳، ص ۵۷۴

28۔الشیخ الصدوق، الخصال، ص۱۵۶، ناشر: جماعۃ المدرسین فی حوزۃ العلمیۃ، قم ایران۔

29۔ سورۃ الغافر: آیت ۸